**قرآن پاک کی تفاسیر کی اہمیت:**

قرآن پاک کے ہر لفظ میں مفہوم کا بھرپور خزانہ ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور سے اور آج تک قرآن پاک کے بہت سے ترجمے اور تفاسیر لکھی جا چکی ہیں اور یقینا لکھی جائیں گی۔ لیکن کوئی بھی مفسر یہ دعویٰ نہیں کر سکتا تھا اور نہ ہی کبھی یہ دعویٰ کرے گا کہ اس نے قرآن پاک کی تفسیر بیان کی ہے اور اس کی بیان کردہ تفسیر قرآن کے لیے مکمل ہے۔

یقینا عظیم مصنفین کی تصانیف کی مختلف طریقوں سے وضاحت کی گئی ہے لیکن کوئی بھی مفسر ان کے کام کو جامع اور کامل قرار نہیں دے سکتا۔ اسی طرح کوئی بھی قرآن پاک کی ظاہری شکل اور باطنی خصوصیات جاننے کا دعوی نہیں کر سکتا اور کوئی بھی قرآن کے تصور کے لئے کامل ہونے کا دعوی نہیں کرتا۔

**اہل حدیث کے مطابق اپنا معنی بیان کرنے والا مفسر انفرنل (جہنامی) ہے اور صحیح ترین تبصرہ حدیث کی روشنی میں رکھ کر، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھیوں کے اقوال اور قدموں کے نشانات کے ساتھ ساتھ وحی کے وقار کو بھی تحریر کیا جاسکتا ہے۔**

**سورہ حجورات کی وضاحت:**

**وضاحت آیت نمبر 1-3:**

ہم ان آیات سے ان احکامات کو فرض کر سکتے ہیں اور ہم ان آیات سے یہ حکم لے سکتے ہیں۔

1. **ایمان والوں پر یہ پابندی عائد کی گئی ہے کہ وہ مذہبی اعمال کے ساتھ ساتھ مذہبی اعمال میں بھی اللہ کے رسول سے تجاوز نہ کریں۔**
2. **اس حکم سے یہ مسئلہ بالکل فرض کیا جاسکتا ہے کہ ایک ساتھ چلتے ہوئے مسلمانوں کو اپنے بزرگوں کی پیروی کرنی چاہئے اور بے عزتی کے طور پر ان سے آگے نہیں بڑھنا چاہئے۔ نماز/ دعوت (مل کر کھانا) / سماجی کام میں بزرگوں کی بے عزتی کرنے کے بجائے ہمیں اللہ سے ڈرنا چاہئے جیسا کہ وہ سننے والا اور ہر چیز کا جاننے والا ہے۔**
3. **حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں ایک اونچی آواز میں خطاب کرتے ہوئے شائستگی کی حدود کی خلاف ورزی (خلاف ورزی) کی گئی تھی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں جان بوجھ کر اونچی آواز میں بات کرنے سے اس شخص کے نیک اعمال تباہ ہو جائیں گے اور وہ اس سزا سے بے خبر ہو جائیں گے۔ اس عاجز کے بارے میں آپ کے قول کے مطابق۔ ہر ایک کو معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تکبر اس کے اعمال کو ضائع کرتا ہے۔**
4. **اس حکم سے یہ تاثر سامنے آتا ہے کہ اونچی آواز میں بات کرنا اور بزرگوں (خاص طور پر والدین اور اساتذہ) کے سامنے شور مچانا سختی سے ممنوع ہے اور لیکن اسمبلی میں نظم و ضبط برقرار رکھیں۔**
5. **لیکن وہ لوگ جو خوش اسلوبی اور نیکی سے بات کرتے ہیں، اللہ نے تقویٰ کے لئے ان کے دلوں کو منتخب کیا ہے کیونکہ وہ وہ ہیں جو دوسرے کی دل کھول کر عزت کرتے ہیں۔**

**وضاحت آیت نمبر 6-8:**

الله پر توجہ نہ دو برے کام کرنے والوں نے کہا ہے کیونکہ وہ قابل بھروسہ نہیں ہیں اس طرح ہماری تعریف اس وقت کی گئی ہے جب کوئی گناہگار یا نافرمان لوگ پہلے تصدیق کرنے کے لئے کچھ خبریں لاتے ہیں ورنہ نادانستہ طور پر اگر آپ کچھ اقدامات کرتے ہیں تو اس سے آپ کی تذلیل ہوگی۔

شاید نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے دوران اس طرح کے کچھ واقعات ضرور ہوئے اور اس کے بعد ان آیات کا وحی ہونا بھی ہوا۔ لیکن اس کا حکم سب پر لاگو ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں مذہبی ماہرین نے مندرجہ ذیل نکات بیان کیے ہیں؛

1. **گناہگار کی طرف سے دی گئی معلومات کی جانچ کرنا ضروری ہے اور تصدیق کے بغیر اسے صحیح سمجھنا ممنوع ہے۔**
2. **ان معاملات میں گناہگار یا خلاف ورزی کرنے والوں کی شہادت ناقابل قبول ہے جو حقوق سے متعلق ہیں۔**
3. **خلاف ورزی کرنے والے کی روایت یا رپورٹ ناقابل بھروسہ ہے۔**
4. **اس کے مطابق قانون، مذہبی مینڈیٹ یا انسانی حقوق کے معاملے میں خلاف ورزی کرنے والے کی رپورٹ ناقابل قبول ہوگی۔**
5. **اس کے بعد اللہ نے توجہ دلائی کہ آپ کے درمیان وہ پاک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود ہیں جو ہر چیز کو اللہ کی روشنی اور وحی سے جانتے ہیں۔ لہذا، آپ کو اس کی اجازت کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہئے۔ اگر آپ کسی بھی نکتے پر اتفاق کرنے پر اصرار کرتے ہیں تو آپ مشکل میں پڑ جائیں گے۔**

**وضاحت آیت نمبر 9-10:**

یہ آیات مسلمانوں کے باہمی تعلقات پر روشنی ڈالتی ہیں۔ تمام مسلمانوں میں تعلق ایمان اور اسلام کے بھائی چارے پر قائم ہے۔

انسانی تعلقات خون کے رشتے، فرقہ وارانہ تعلق، مذہبی بھائی چارے، لسانی بھائی چارے وغیرہ جیسی متعدد چیزوں پر مبنی ہیں۔ اسلام ان تمام تعلقات پر غور کرتا ہے لیکن سب سے مضبوط تعلق جو تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے سے جوڑتا ہے وہ مذہب اور **آئی ایم اے این** کا ہے۔ مذہبی ماہرین نے بہت سے مسائل کا بھی اندازہ عائد کیا ہے جو درج ذیل ہیں۔

1. ان آیات کی روشنی میں اس بات کی تصدیق کی گئی ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنی تمام تر خیر سگالی اور اثر و رسوخ کو اس مقصد کے لئے استعمال کرتے ہوئے مسلمان کے دو بھائیوں یا دو گروہوں کے درمیان امن قائم کرے۔ اور اگر کوئی فریق اس حکم کو قبول نہیں کرتا تو غیر مسلم وں کو خوشیوں کے خلاف کھڑا ہونا چاہئے اور ان کا مقابلہ کرنا چاہئے لیکن جب وہ اس کے طرز عمل سے توبہ کرے تو ان کے درمیان امن اور تفہیم پیدا کرے۔
2. ان آیات میں مسلمانوں کے دونوں لڑاکا گروہوں کو مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے ذریعے **"مسلمان"** کہا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ **جو مسلمان بڑا گناہ کرتا ہے وہ خلاف ورزی کرنے والا یا لبرٹین ہوسکتا ہے۔ وہ قابل الزام ہوسکتا ہے، لیکن اسے اسلام سے باہر نہیں سمجھا جاسکتا۔**
3. آیت نمبر: 10 میں دو مسلمانوں کے درمیان مساوات اور انصاف کے ساتھ ظاہر ہونے کی ہدایات دی گئی ہیں۔ اس نکتے پر توجہ مبذول کرائی گئی ہے کہ دونوں کے درمیان پیچ اپ کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے خوف کو برقرار رکھنا چاہیے اور غلط فیصلہ کرنے سے گریز کرنا چاہئے تاکہ آپ پر رحم کیا جائے۔
4. اہل حدیث میں مسلمانوں کا بھائی چارہ دیواروں کی اینٹوں سے تمثیلی (**تاشبیح**) رہا ہے اور پوری مسلم قوم کو جسم قرار دیا ہے۔ ہجرت مدینہ کے بعد "مقامی (**انصار**) اور مہاجرین (**مہاجرین**) کے درمیان بھائی چارے کا قیام" اخوان المسلمون کی ایک ایسی مثال ہے جس کا دنیا میں کوئی متوازی نہیں ہے۔

**مسلم اتحاد اور بھائی چارے سے متعلق حدیث:**

اہل حدیث میں اخوان المسلمون کے تعلقات کو اتنا اہم دیا گیا ہے کہ وہ خون کے تعلقات سے زیادہ نظر آتا ہے۔ ایک اور حدیث میں اس کی دیکھ بھال کو اس طرح قائل کیا گیا ہے **کہ اللہ اپنے فرمانبردار آدمی کی اس وقت تک مدد کرتا رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد کرتا نہ رہے۔**

ایک اور حدیث میں حضرت ابو ہریٰی نے فرمایا کہ . **"مومن دوسرے مومن کے لیے دیوار کی مانند ہے جس کی ہر اینٹ نے اپنی مضبوط گرفت میں باقی تمام اینٹیں لے لی ہیں۔"**

اسی طرح ایک اور حدیث میں بھی بیان کیا گیا ہے؛ "**مسلمانوں کا اتنا قریبی تعلق ہے کہ محبت اور شفقت کے حوالے سے ایک دوسرے کے ساتھ، رحم کرنے اور شریک مذہب کی زندگی کا ایک حصہ اس طرح مدد کرنے کے لئے جیسے پوری برادری ایک کمپیکٹ جسم ہے تاکہ جب کوئی حصہ کسی بیماری میں مبتلا ہو تو پورا جسم متاثر ہو۔"**

اور دوسرے موقع پر فرمایا کہ **"مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ اسے تشدد کا نشانہ بناتا ہے اور نہ ہی اسے بے بس چھوڑتا ہے۔**

**وضاحت آیت نمبر 11-12:**

ان آیات میں اسلامی اقدار کے حوالے سے درج ذیل احکامات دیئے گئے ہیں۔ درحقیقت ان ایمان داروں کے لیے رہنمائی موجود ہے جن سے کہا گیا ہے کہ وہ ایسی بری عادات سے گریز کریں جو اسلام کے مذہبی بھائیوں میں تنازعہ کا بیج بونے (پھیلانے) کے لئے یقینی ہیں۔ انہیں واضح طور پر کچھ بری عادات کے خلاف متنبہ کیا گیا ہے، تاکہ وہ ایک دوسرے سے محبت کر سکیں۔ یہ بری عادات درج ذیل ہیں۔

1. **دوسروں کی تضحیک نہ کرنا،** یعنی کوئی بھی مسلمان مرد/عورت شکل و صورت، غربت (زندگی گزارنے کے طریقوں) کے بہانے تضحیک کا نشانہ نہ بنے اور ہنسنے اور دل کی پریشانی سے گریز نہ کرے۔
2. **دوسروں کو طعنہ نہ دینا** یعنی مسلمان مرد/عورت کے لئے اشارے سے بھی پیٹھ پھیرنے سے گریز کرنا چاہئے کیونکہ اس سے اس کے جذبات کو ٹھیس پہنچے گی۔
3. **برے عنوانات کے ساتھ کال کرنے کے لئے نہیں. اس**  کا مطلب یہ ہے کہ جھنجھلاہٹ کے لئے دوسروں کے نام نہ رکھیں۔ کسی بھی ایک کی شناخت کے لئے اس کی اصل خوبی کو اس طرح بتایا جاسکتا ہے جو برے ارادوں کی عکاسی نہیں کرسکتا ہے۔

مندرجہ بالا ہدایات کا ایک اور واحد مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی مسلمان دوسرے مسلمان کو ذلیل نہ سمجھے اور اس کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے سے گریز کرے کیونکہ اس سے بھائی چارہ اور اتحاد ختم ہو جاتا ہے۔ آخر میں مسلمانوں کو یہ احساس دلایا گیا ہے کہ اسلام کی جھولی میں داخل ہونے کے بعد گناہگاروں اور ناپاک وں کے برے اعمال مسلمان کے لائق نہیں ہیں۔ اس لئے برائیوں سے گریز کرنا چاہیے۔ جو شخص اس طرح کے پیار بھرے مشورے کے باوجود برائی سے گریز نہیں کرتا اور توبہ نہیں کرتا تو وہ ظالم ہے اور اس پر ہتک عزت (توہین) کا الزام عائد کیا جانا چاہئے۔ اسی مناسبت سے وہ لوگ کافر ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ذریعے مسلمان کے لئے ناپاک (بے عزت) زبان استعمال کرتے ہیں، انہوں نے واضح طور پر کہا ہے کہ جس کو تم ذلیل کرتے ہو اور چاہتے ہو، اس بات کا امکان ہے کہ وہ تم سے بہتر ہیں۔

آیت **نمبر 12** پچھلی آیت کے تسلسل میں نازل ہوئی ہے۔ اس آیت میں مسلمان کے لیے سماجی آداب (سجاوٹ کی شکلیں) سکھانے کے چار احکامات جاری کیے گئے ہیں۔

1. **شکوک و شبہات سے گریز کیا** اور دوسروں کے لئے اچھی رائے رکھتے ہیں کیونکہ شکوک و شبہات مرد/عورت پر غلط بیانی یا جھوٹے الزام لگاتے ہیں، جس سے ایک دوسرے کے درمیان فاصلہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ شکوک و شبہات سے بچنے کے لئے ایک سبق سکھاتا ہے۔ حضرت ابو سعید نے کہا کہ نبی پاک نے فرمایا کہ **"شک سے دور رہو، کیونکہ شک سب سے بڑا جھوٹ ہے." (اس سے نفرت اور بدنیتی پیدا ہوتی ہے)** (**مسلم شریف**)
2. **جاسوسی کرنے کے لئے نہیں؛**  اس حکم سے اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسروں کے نقائص، کمزور نکات اور راز جمع کرنے کے بجائے اپنے عیبوں میں نظر ڈالنی چاہئے کیونکہ دوسروں کی غلطیوں کا سراغ لگانے میں ناپسندیدگی (ناپسندیدگی) اور ناراضگی پیدا ہوتی ہے اور محبت کو نفرت میں تبدیل کر دیتا ہے۔ حضرت ابو سعید نے کہا کہ نبی پاک نے فرمایا کہ **"جو کوئی کسی دوسرے مومن کی خرابیوں کو چھپانے کی کوشش کرے گا تو اللہ اس کے بدلے میں آخرت میں اپنی خرابیوں کو چھپا لے گا"**
3. **بیک بائٹنگ سے پرہیز کریں؛**  پشت پناہی کو سے بھی بدتر گناہ قرار دیا گیا ہے (حدیث کے مطابق)۔ اس سے باہمی اتحاد پر برے تاثرات پیدا ہوتے ہیں۔ قرآن پاک میں یہ (**تاشبیح**) مردہ بھائی کی چمک کھانے کے طور پر تمثیلی رہا ہے جو کسی صحیح ذہن والے شخص کی طرح نہیں ہوسکتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسانی احترام اور وقار کو انسانی زندگی کی طرح ہی عزت دی گئی ہے۔ تنزلی اور توہین کی اجازت نہ تو موجودگی میں ہے اور نہ ہی پیٹھ میں۔ اس حدیث میں پشت پناہی کی تعریف کی گئی ہے؛ حضرت ابو ہراسانی نے کہا کہ **اگر وہ برائی اس کے کردار میں موجود ہے تو تم نے پشت کاٹنے کا گناہ کیا ہے لیکن اگر وہ برائی اس میں موجود نہیں ہے تو تم جھوٹے اعضاء کاٹنے کے مرتکب ہو**۔

الله تعالیٰ کا خوف ہے اور الله تعالیٰ کا خوف ہے قرآن پاک کی ہر ترتیب میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے احکامات دیئے گئے ہیں۔ اگر کوئی بے عزتی کرنے پر نہیں مانتا تو اسے خدائی سزا برداشت کرنے کا ارادہ کرنا چاہئے۔ اگر وہ غلطیاں یا گناہ کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعتراف کرنا اور توبہ کرنی چاہئے۔ کیونکہ اللہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے.

ان احکامات کا واحد مقصد یہ ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کا احترام کریں تاکہ ان کا اتحاد برقرار رہے۔

**وضاحت آیت نمبر 13:**

یہ آیت اس طرح کے حکم امتناعی پر مشتمل رہی ہے اور اس میں انسانی مساوات کے لئے سبق دیا گیا ہے۔ انسان ہونے کی وجہ سے تمام لوگ حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اس لیے اس عقیدے کے ساتھ تمام انسان برابر ہیں۔

اسلام وہ آفاقی مذہب ہے جس میں ہر شخص کے لئے اپیل ہے اور ایڈمز کے تمام بیٹوں/ بیٹیوں کا خیرمقدم کرتا ہے چاہے وہ اسلام کی جھولی میں کیوں نہ آئیں۔ اسلام ذات پات، مسلک، نسل، رنگ، زبان وغیرہ پر یقین نہیں رکھتا اور نہ ہی اعلیٰ یا پست درجے یا مرتبہ پر یقین رکھتا ہے اور تکبر کی کوئی وجہ نہیں دیکھتا۔

اس کے بعد جب آدم کی نسل پوری دنیا میں پھیل گئی اور اس نے اس کے بعد اس کی نسل کو دنیا بھر میں پھیلا دیا۔ پھر ان کی پہچان کے لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں نسلوں ،علاقوں اور زبانوں کی بنیاد پر شاخوں اور قبائل میں تقسیم کیا ہے۔ اس درجہ بندی کے مقاصد یہ نہیں تھے کہ کوئی بھی شاخ یا قبیلہ زبان، علاقہ، دولت اور اکثریت کی بنیاد پر دوسرے سے برتر ہو گیا ہو۔ لیکن یہ درجہ بندی صرف اس لئے تسلیم کی گئی ہے تاکہ لوگ آسانی سے ایک دوسرے کو پہچان سکیں اور وہ ایک دوسرے کو آسانی سے متعارف کرا سکیں۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کی سطح بھی بتائی ہے۔ اگر کسی کو کسی نیکی کی بنیاد پر باعزت درجہ دیا جائے تو وہ صرف پرہیزگاری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے پانچ گنا کی نمازوں کو لازمی قرار دیا ہے اور اس کے ذریعے سے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دعائے ایمان کا حکم دیا ہے۔ وہ اپنی عدالت میں انسانی مساوات کا سبق دیتا ہے۔ کیونکہ انسانی مساوات امت کی فلاح و بہبود کا لازمی جزو ہے۔

**وضاحت آیت نمبر 14-15:**

اس آیت میں اللہ نے ایسے لوگوں کو جاہل قرار دیا ہے جو قبول اسلام پر اپنا احسان ظاہر کرتے ہیں۔ اس حقیقت کے ذریعے انہیں سمجھایا گیا ہے کہ ایمان کا زبانی اظہار قابل قبول نہیں ہے، یہاں تک کہ وہ اسلام کے تمام احکامات کو عملی طور پر مان لے۔ جو لوگ اسلام قبول کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلوص نیت سے اطاعت کرتے ہیں تو اللہ اپنے نیک کاموں کا بدلہ اپنی عزت کے مطابق دے گا اور ثواب کی بارش کو کم نہیں کرے گا کیونکہ اللہ کا معیار معافی اور رحم کرنے والا ہے۔

**آیت نمبر 15** میں اللہ نے ایمان والوں کی یہ خوبیاں بیان کی ہیں کہ ایمان والے وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں اور پھر کبھی شک نہیں کرتے تھے۔ لیکن اس کے حکم پر وہ اپنی جان اور سامان (مال، مال وغیرہ) اس کی راہ میں قربان کر دیتے ہیں۔ جو لوگ اپنے ایمان کو عملی طور پر بے نقاب کرتے ہیں وہ سچے ایمان دار ہیں۔

**وضاحت آیت نمبر 16-18:**

اللہ ہمارے ایمان اور دین کو ہی نہیں جانتا بلکہ آسمان اور زمین کی ہر چیز کو جانتا ہے اپنے اسلام کا ذکر کرنا کسی پر احسان نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اللہ کا احسان ہے جس نے تمہیں اسلام قبول کرنے کی ہدایت کی ہے۔ اگرچہ دنیا میں کوئی مسلمان نہ ہو تب بھی اللہ یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت بلا تعطل رہتی ہے۔ اللہ آسمان اور زمین کی غیب کو جانتا ہے۔ اللہ ہمارے کاموں کو دیکھ رہا ہے اور وہ ہمارے دلوں کے طریقوں اور معاملات سے بخوبی واقف ہے۔ اگر تم نے اللہ کی ہدایت سے اسلام قبول کیا ہے تو تم اس احسان کے لئے اللہ کا شکر گزار ہو اور اطاعت کرو اور یہ تمہارے ایمان اور اسلام کی ظاہری شہادت ہے۔

**سوالات:**

1. **قرآن پاک کی صحیح ترین تفسیر کیا ہوسکتی ہے؟**
2. **معاشرے کے سماجی مسائل کی وضاحت کریں جن پر سورہ حجورات میں بحث کی گئی ہے؟**
3. **معاشرے کی سماجی برائیوں کی وضاحت کریں جن کا ذکر سور ہجورات میں کیا گیا ہے؟**
4. **انسانی مساوات پر ایک مختصر نوٹ لکھیں؟**
5. **اخوان المسلمون پر** دو **حدیثوں** کا ترجمہ لکھیں؟

**سورہ فرقان کی وضاحت:**

**وضاحت آیت نمبر 63:**

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندھوا آدمی کی دو خوبیاں بیان کی ہیں۔ **پہلی بات تو** یہ ہے کہ وہ زمین پر بغیر کسی فخر کے نرمی سے چلتے ہیں اور اطاعت ان کی چہل قدمی میں منعکس ہوتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔ خود اس نے قرآن میں کہا ہے کہ اور اس نے کہا ہے کہ وہ اس کے ساتھ ہے۔

**"بلاشبہ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے اور دکھاوی لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔**  (**لقمان: 18**)

وہ مزید کہتے ہیں؛

**"اور فخر سے زمین پر چلو. بے شک تم زمین کو نہیں توڑ سکتے اور نہ پہاڑی کی لمبائی تک اونچا پھیلا سکتے ہو۔ "**  (**بنی اسرائیل: 36**)

**دوسری بات یہ ہے کہ** جب کوئی ان سے غیر مہذب انداز میں بات کرتا ہے تو وہ نہ تو اس کے ساتھ سلوک کرتے ہیں اور نہ ہی ایسا ذلیل رویہ اپناتے ہیں بلکہ بے کار بات کرنے سے گریز کرتے ہیں اور امن کا استعمال کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں اور نازیبا لوگوں کی غلط بات چیت کی زحمت نہیں کرتے ہیں۔ ان جاہل وں میں وہ غیر مذہبی متکبر افراد بھی شامل ہیں جو فطرتا ان ایمان داروں کو چھیڑنے کی طرف مائل ہیں، جو زیادہ ظالمانہ انتقام لینے کے بجائے ان سے اچھے الفاظ کہنے اور سلام کے بعد چلے جانے کو ترجیح دیتے ہیں، کیونکہ انہیں ایسے جاہل شخص کے ساتھ کسی جھگڑے میں کوئی مذہبی یا دنیاوی فائدہ نظر نہیں آتا۔ سلام کے بعد دور جانے کے لئے بائیکاٹ اور عدم لگاؤ کا مفروضہ ہوسکتا ہے۔

**وضاحت آیت نمبر 64:**

سچے ایمان والوں کی تیسری خوبی بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنی راتیں تفریح اور لذت یا گہری نیند میں گزارنے کے بجائے اپنے دن رات اللہ کی یاد میں گزارتے ہیں، ضمنی دعائیں کرتے ہیں اور آدھی رات کی نماز کے بعد سجدہ اور کھڑے رہنے کی حالت میں رہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگ نہ صرف دن کے وقت نماز میں وافر مقدار میں مصروف رہتے ہیں بلکہ رات کے وقت نماز اور عبادت کرتے رہتے ہیں۔

**وضاحت آیت نمبر:65-66:**

ان پاک آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی چوتھی خوبی بیان کی ہے کہ وہ اپنی روزمرہ کی عبادتوں پر فخر نہیں کرتے، ان کی زیادتی کو روزہ کی طرح عطیہ نہیں سمجھتے اور رات کو نماز وں کے لئے کھڑے ہوتے ہیں بلکہ اس سے عاجزی کے ساتھ دعا کرتے ہیں اور جہنم کے عذاب سے اپنی پناہ لیتے ہیں جو رہائش اور قیام کے لئے بری جگہ ہے۔

**وضاحت آیت نمبر 67:**

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ لوگوں کی **پانچویں** خوبی بیان کی ہے کہ وہ صرف دکھاو کے لئے گمراہ ی یا خرچ کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ مشہور حدیث یہ ہے کہ **"جو نامناسب اخراجات سے بچتا ہے وہ کبھی بھی ضرورت مند اور غریب نہیں ہوگا۔** پس پرہیزگار لوگ خوش گوار اختیار کرتے ہیں تاکہ اللہ کے سوا کسی کے سامنے ہاتھ نہ اٹھائیں۔ اس آیت میں استعمال ہونے والے دو لفظ کے مختلف معنی ہیں، لیکن مفہوم کے تمام رنگ ایک ساتھ مل جاتے ہیں، وہ بالکل مخالف حواس دیتے ہیں۔ پہلا '**اسراف'** (**کفایت شعاری**) ہے جس کا مطلب ہے اس مقصد کے لئے بہت زیادہ خرچ کرنا جو کم اخراجات کے ساتھ پورا کیا جاسکتا ہے جبکہ دوسرے لفظ **'آئی کیو ٹی اے آر'** (**کنجوس**) کا مطلب ہے بہت کم کنجوس (کنجوس) خرچ کرنا، خرچ کرنے کا طریقہ جہاں اخراجات کی حقیقی ضرورت نہ ہو۔ لیکن تیسرے لفظ **'کیو اے ڈبلیو اے ایم'** (**اعتدال پسند**) کا مطلب ہے درمیان میں ایک راستہ اختیار کرنا۔

چنانچہ اس آیت کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ "حلال اسباب کے لیے خرچ کرنا اور غیر قانونی طور پر اخراجات سے بچنا **آئی کیو ٹی آئی ایس اے ڈی (معاشیات)** کا اصل مطلب ہے۔

**وضاحت آیت نمبر:68-69:**

یہ دونوں آیتیں اللہ کی منتخب قوم کی تین اور خوبیوں پر روشنی ڈالتی ہیں۔ ان کی (ایک) **چھٹی** خوبی یہ ہے کہ وہ اللہ کے سوا کسی معبود کی عبادت نہیں کرتے۔ کیونکہ یہ تمام بڑے گناہوں میں ناقابل معافی گناہ ہے۔ قرآن مجید نے اسے ایک عظیم ظلم قرار دیا ہے اور یہ اللہ کی غیرت اور وقار کو براہ راست چیلنج سے کم نہیں ہے۔ ان کی **ساتویں** (دوسری) خوبی یہ ہے کہ جب تک قانونی طور پر اجازت نہ دی جائے وہ غلط طریقے سے قتل نہیں کرتے۔ چار مواقع کے بعد قتل کی قانونی اجازت ہے؛

1. غیر مسلم وں کے خلاف جنگ چھیڑنا۔
2. جان بوجھ کر قتل کی سزا کے طور پر قتل کرنا جب موثر شخص کے وارث (وارث) قتل کا جرمانہ قبول نہیں کرتے ہیں۔
3. شادی شدہ حرامکار کو پتھر مار کر ہلاک کر دیا جاتا ہے۔
4. اس سے انحراف کیا گیا جو اسلام کو قبول کرنے کے بعد اسلام کے خلاف ہو گیا یا اسلام اور پینل قانون کے کسی عقیدے اور عقیدے کی تعمیل سے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ توبہ کرے اور پھر ایمانداری کے ساتھ اسلام کی جھولی میں داخل ہو جائے۔

ان کی **آٹھ** (تیسری) خوبی یہ ہے کہ وہ سے گریز کرتے ہیں اور ایسے مقاصد اور اشتعال انگیزیوں سے پرہیز کرتے ہیں جو ان کا پیچھا کرتے ہیں تاکہ وہ اس گناہ گار کام کو کریں۔

اللہ تعالیٰ نے ان ناجائز کاموں کو بیان کرنے کے بعد واضح طور پر ذکر کیا ہے کہ جو شخص گناہ گار کام کرے گا اسے گناہ گار کاموں کی سزا دی جائے گی۔ اگر اس نے اس دنیا میں بڑے بڑے گناہ کی سزا نہ دی تو یقینا اس کے بعد دنیا میں اسے سزا دی جائے گی۔ اگر انہیں اس دنیا میں ان کے گناہوں کی سزا دی جائے اور انہوں نے توبہ کر لی ہو تو امید کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف کر دے گا۔ اگر وہ اس دنیا میں اپنے گناہوں سے توبہ نہ کریں

مختصر اس آیت کا پیغام یہ ہے کہ "ایسی حرکتوں کے ارتکاب سے دور رہو جو غیر قانونی اور حرام ہیں"۔

**وضاحت آیت نمبر 70-71:**

اللہ تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ لوگوں کی نویں خوبی بیان کی ہے، توبہ ہے اور اللہ کی طرف متوجہ ہوا ہے۔ اللہ سے مخلصانہ توبہ یعنی **توابہ**۔ اگر توبا انسانوں کی طرف اشارہ کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ کی رحمت، معافی اور خیر سگالی کا سہارا لیا جائے اور اس کے برے کام پر توبہ کی جائے اور اگر اس سے اللہ کا اشارہ ہو تو اس کا مطلب ہے کہ انسانوں کے سامنے اس کی رحمت، معافی اور شفقت سے اللہ کی حاضری اور لوگوں کی توبہ قبول کرنا۔ غلطی کرنا (غلطی کرنا) انسان ہے۔ انسان کے لئے غلطی نہ کرنا ناممکن ہے اور اسلام نے صرف اسی وجہ سے توبہ کی ہے۔ پس اگر کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو اسے دل نہیں کھونا چاہئے اور اپنی ساری زندگی ہچکچاتے ہوئے نہیں گزارنی چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ نے توبہ کا سہارا لینے کی امید کے لئے راستہ کھول دیا ہے۔ قرآن مجید میں جس سچے توبہ کرنے والے کو **'توبات اقوام متحدہ ناسوح'** کہا گیا ہے، اس سے روزہ کی بداعمالیوں کو بھی معاف کر دیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک حدیث ہے: **"توبہ کرنے والا گناہ گار اس شخص کی طرح ہے جس نے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا"**

توبا کی قبولیت کے بارے میں چند شرائط ہیں جن کو علماء اسلام نے بیان کیا ہے:

1. **دل سے شرممحسوس کریں؛ ضرورت اس امر**  کی ہے کہ کوئی گناہگار کھلے دل سے اپنے گناہ کا اعتراف کرے اور اس پر خلوص نیت سے توبہ کرے۔ اور اگر گناہ یا غلطیاں کسی بھی قسم کی سزا یا قانونی چارہ جوئی کی ذمہ دار ہیں تو اس کی سزا برداشت کریں۔
2. **حلال معافی پڑھو اور وہ جو کچھ تم کرتے ہو**  اس واضح اعتراف کے بعد اسے اس گناہ کے ارتکاب کے لئے اللہ سے معافی مانگنی چاہئے۔ توبہ معافی کے الفاظ کو زبان سے بیان کرنا جیسے حلال معافی پڑھنا۔
3. **مستقبل میں دوبارہ ایسا نہ کرنا؛**  مستقبل میں دوبارہ ایسی غلطیوں اور گناہ وں کا ارتکاب نہ کرنے کے لئے ٹھوس قوت ارادی بنائیں۔
4. **کھل کر توبہ کرو اور تم سب کچھ کر لو۔**  اگر گناہ پوشیدہ طریقے سے کیا گیا ہے تو اسے تنہائی میں اللہ سے معافی مانگنے کی اجازت ہے لیکن اگر اس نے کھلے عام گناہ کیا ہے تو پھر توبا سے کھل کر بھیک مانگنا ضروری ہے۔
5. **جرمانہ (جرمانہ)؛** اگر گناہ کے معاوضے کی ادائیگی میں کوئی گناہ یا غلطی کی گئی ہے تو جرمانہ (جرمانہ) اور تاوان ادا کرنا پڑے گا۔ اگر گناہ اس طرح کیا گیا ہے کہ اس کی کسی شخص سے فکر ہے تو اس کے لئے لازمی ہے کہ وہ اس شخص کے بہانے بھیک مانگتا ہے اور اس شخص سے ہونے والے نقصانات کو پورا کرے اور اگر وہ مر گیا ہے تو اس کے حلال وارثوں (وارثوں) سے رابطہ کیا جائے۔ اگر ہونے والے نقصان کی رقم سے کوئی تعلق نہیں ہے تو پھر اتنی ہی رقم خیرات میں تحفے میں دینا ضروری ہے۔
6. **موت کے وقت سے پہلے توبہ کرنا۔ حضرت ابو سعید خزانیہ نے**  فرمایا کہ **آخری سانس کے وقت ترک قبول نہیں کیا جائے گا**۔ یعنی جب انسان موت کے زاویوں کو دیکھے گا تو موت کے درد میں اس کی توبہ کی آواز نہیں سنی جائے گی۔ اس لیے مسلمان پر لازم ہے کہ وہ توبہ اور معافی کی تلاوت کرے خاص طور پر سونے کے وقت۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ توبہ اور معافی کا اختیار دیتا ہے اور جسے توبہ اور معافی کے لئے اللہ کی ہدایت دی جاتی ہے اس کی توبہ ضرور سنی جاتی ہے۔ ورنہ اللہ کی ہدایت کے بغیر انسان نافرمان، غیرت، بے وفائی اور تکبر کی وجہ سے توبہ نہیں کرتا بلکہ غلطی کرنے کی وجہ سے وہ ان لوگوں کو حلال قرار دینے کی کوشش کرتا ہے۔

**وضاحت آیت نمبر 72:**

اللہ کے پسندیدہ لوگوں کی دسویں خوبی یہ ہے کہ وہ کسی ایسی چیز کی گواہی نہیں دیتے جو گندی (گندی)، غیر معیاری یا ناپاک ہو اور اسی وجہ سے وہ انہیں خاموشی سے نہیں ملاتے۔ اس آیت کی وضاحت دو طرح سے کی جاسکتی ہے؛ پہلی بات یہ ہے کہ وہ کسی ایسی چیز کی گواہی نہیں دیتے جو سچ نہیں ہے۔ دوسری (**گیارہویں** خوبی) یہ ہے کہ وہ برے معاشرے کے لوگوں کے ساتھ نہیں ملتے اور اسی وجہ سے وہ آگے بڑھتے ہیں، جب وہ لوگوں کو شراب نوشی، جوا، بدتمیزی کی بات وغیرہ جیسے ناپاک کاموں میں اپنا وقت گزرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو وہ ایسے فحش (نامناسب) کاموں سے دور رہتے ہیں اور ایسی جگہوں پر نہیں رکتے بلکہ وہاں سے عزت کے ساتھ گزرتے ہیں۔

**وضاحت آیت نمبر 73:**

اللہ کے منتخب لوگوں کی بارہویں خوبی جو اللہ کی بھیجی ہوئی آیتوں کو سنتے ہیں اور ان سے سبق لیتے ہیں یا پھر کائنات میں بکھری ہوئی اللہ کی تخلیقات پر غور کرتے ہیں اور ان سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ ان پر آنکھیں بند کر لیں اور کان بہرے کر دیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان سے سبق لیتے ہیں۔

**وضاحت آیت نمبر 74:**

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب افراد کی **تیرہویں** خوبی بیان کی ہے کہ وہ دنیا میں رہتے ہیں، وہ ہمیشہ اپنی نجات کے ساتھ ساتھ اپنے آف سپرنگز کی نجات کے بارے میں سوچتے رہتے ہیں اور اللہ کی نعمت کو اپنی بیویوں اور اولاد کے ساتھ ساتھ اپنے لئے بھی مانگتے ہیں اور اللہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ انہیں ایسی بیویاں اور بچے فراہم کرے جو ان کی روحانی لذت (لذت) کا سبب ثابت ہوں۔

**نوٹ:"اس آیت میں اللہ نے ایک لفظ 'زیڈ اے یو جے'** استعمال کیا  **جس کا مطلب صرف بیویاں ہی نہیں بلکہ میاں بیوی دونوں شامل ہیں کیونکہ قرآن پاک کے دیگر مقامات** پر لفظ '**زیڈ اے یو جے' ہر چیز کے جوڑوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے (سورہ یسین، آیت نمبر 36)۔**

**وضاحت آیت نمبر 75-77:**

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ ان کے پیارے لوگوں کے لئے یہ انعامات آسمان پر دیئے جائیں گے۔ سب سے پہلے تو ان کے صبر کے صلہ میں انہیں آسمان کے سب سے اونچے اپارٹمنٹس سے نوازا جائے گا۔ وہ ہمیشہ وہاں رہیں گے اور یہ رہنے کے لئے ایک مہذب جگہ ہے۔ جنت کی راہ میں ان کا پرتپاک استقبال کیا جائے گا اور امن کی نعمت یں دی جائیں گی۔ آخر میں اس حقیقت کی درجہ بندی کی گئی ہے کہ اگر کوئی اپنے خدا کی عبادت نہیں کرتا یا اس کی عبادت نہیں کرتا تو اللہ کو اس سے کوئی محبت نہیں ہے اور بہت جلد اسے عذاب سے دور کردیا جائے گا۔

**سوالات:**

1. **بیان کرو اور اللہ کی توبہ کے بارے میں وہ شرائط بیان کرو جو علماء اسلام نے بیان کی ہیں؟**
2. **بڑے گناہ جو سورہ فرقان میں بیان کیے گئے ہیں ان کے بارے میں مختصر اختصار کے ساتھ لکھیں؟**
3. **توبہ (توبا) کے معنی، اس کی ضرورت اور اہمیت کی وضاحت کریں؟**